حقیقتِ نفاق

منافقین کی صفات اور ان کی اقسام

(۴)

از جناب مولوی صدرالدین صاحب اصلاحی

یہ ضعف ایمان، جس کو قرآن نے نفاق کے شعبوں میں سے ایک شعبہ قرار دیا ہے، اس وقت دنیا کے مسلمانوں پر ایک بلائے عام اور مرض مزمن کی حیثیت سے چھایا ہوا ہے۔ ضعف ایمان کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آدمی مسلمان نہ ہو، یا خدا اور رسول اور قرآن اور آخرت کو نہ مانے، یا نماز اور روزہ اور حج وغیرہ ارکان و فرائض دینی سے انکار کرے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کو اپنا ایمان اور اپنا اسلام اتنا عزیز نہ ہو کہ اسکی خاطر وہ اپنے آرام، اپنی آسائش، اپنے مال اپنی جان اور نفسانی اغراض کو قربان کر سکے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود کفر کے غلبہ و تسلط کو قبول کرے اور اسکی حکمرانی کے آگے سر جھکا دے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ آدمی دل اور زبان سے تو خدا کے قانون کی برتری کا اقرار کرے مگر عملاً خدائی قانون کو زمین میں نافذ کرنے کی ذمہ داری سے جی چرائے اور اُن قوانین کے تحت زندگی بسر کرنے پر راضی ہو جن سے خدا راضی نہیں ہے یہ ہے ضعف ایمان کی تعریف۔ اس تعریف کو نگاہ میں رکھیے اور پھر زمین ... کے ایک ایک گوشہ پر نظر ڈال کر دیکھیے کہ کس جگہ کے مسلمان ضعف ایمانی کے اس داغ سے اپنا دامن محفوظ رکھ سکے ہیں اور شیطانی قوانین کی گرفت سے آزاد ہو کر صحیح معنوں میں اسلامی زندگی ... بسر کرنے کی

آزادی حاصل کئے ہوئے ہیں۔

دو رُخے لوگ (۱۱) قرآن میں ایک ایسے گروہ کا بھی ذکر موجود ہے جو اعتقادی حیثیت سے توحید پرستی اور شرک کے بیچ میں معلّق تھا۔ یہ لوگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا اقرار تو کرتے تھے، اور اللہ کی عبادت سے بھی منکر نہ تھے، مگر ہنوز ان کے دلوں سے اَرْبَابٌ مِّنْ دُوْنِ اللہِ کی عظمت کے نقوش محو نہ ہوئے تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ جب تک فائدہ رہتا، خدا کی عبادت کرتے رہتے۔ اور جب کوئی مصیبت آتی تو خدا کے سوا ہر اس مخلوق سے دعائیں مانگنے اور منتیں کرنے لگتے جس سے ان کو حاجت روائی کی توقع ہوتی۔ قرآن ان لوگوں کے حق میں کہتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللہَ — اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی عبادت تو کرتے

عَلٰی حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ
بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰی
وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ
الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ. يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ
ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ. يَدْعُوْ لَمَنْ
ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ
الْمَوْلٰی وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ (الحج - ۲)

ہیں مگر تذبذب کے ساتھ کرتے ہیں، یعنی اس طرح کہ اگر انھیں کوئی فائدہ پہنچا تب تو مطمئن رہے اور اگر کوئی مصیبت آپڑی تو الٹے منہ پھر گئے۔ دنیا اور آخرت دونوں سے گئے، اسی کا نام خسران مبین ...... (کھلا نقصان) ہے۔ یہ لوگ (مصیبت کے وقت) خدا کو چھوڑ کر اُن سے دعائیں مانگنے لگتے ہیں جو نہ تو ان کو نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی۔ یہی ہے پرلے درجے کی گمراہی۔ یہ لوگ (مصیبت کے وقت خدا کو چھوڑ کر) اُنہیں پکارتے ہیں جن کا نقصان ان کے نفع کی بہ نسبت زیادہ یقینی ہے۔ کیا ہی برا ہے (یہ) مولیٰ (یعنی مرجوع الیہ) اور کیا ہی برا ہے یہ ساتھی (یعنی رجوع کنندہ)۔

اگرچہ اس گروہ کے لیے قرآن میں لفظِ منافق استعمال نہیں ہوا ہے، لیکن ان کی جو حالت بیان فرمائی گئی ہے وہ نفاق کی تعریف میں آجاتی ہے۔ یہ ایک طرف خدا کا اقرار اور اسکی عبادت کرتے ہیں اور دوسری طرف غیر خدا کو حاجت روا بھی بناتے ہیں، یعنی ایک راستہ سے اسلام میں داخل ہوئے اور دوسرے راستہ سے نکل گئے۔ اسی کا نام نفاق ہے۔

شرک اور توحید کا یہ جوڑ بھی کیسا عجیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو آحد و احد بھی تسلیم کرنا اور پھر دوسروں کو قاضی الحاجات بھی سمجھنا، یہ بوالعجبی یقیناً ہمارے لیے بڑی ہی حیرت کی چیز ہوتی اگر آج ہماری آنکھوں کے سامنے "بزرگوں" کی قبریں اور پیروں کی خانقاہیں نہ ہوتیں۔ ہر صبح اور ہر شام ایک دو نہیں لاکھوں "مسلمانوں" کو ہم دیکھتے ہیں کہ ابھی وہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے آگے سر جھکائے ہوئے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پڑھ رہے تھے،

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ[1] اور لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ[2] کا اقرار کر رہے تھے اور اسکے چند ہی لمحوں بعد وہی "مسلمان" قبروں کے آگے اپنی ہی جیسی لاچار اور عاجز محض مخلوق سے مرادیں مانگ رہے ہیں اور گڑگڑا کر دعائیں کر رہے ہیں۔ انسانوں کو "مشکل کشا" اور "غوثِ اعظم" (سب سے بڑا فریاد رس!) اور "دستگیر" (مصیبت کے وقت ہاتھ پکڑنے والا) کہا جا رہا ہے مصیبت کے وقت خدا سے مدد مانگنے کے بجائے یا علی المدد اور یا غوث اغثنی اور یا پیر دستگیر کے نعرے لگائے جا رہے ہیں۔ اولاد اور نوکری اور مقدمہ کی کامیابی اور ایسی ہی دوسری اغراض کے لیے خدا کے بجائے اُس کے بندوں کی طرف رجوع کیا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ اگر مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے۔ یہاں تک تو خیر، یہی غنیمت ہے کہ خدا کی عبادت کا مقام، بندوں کو پکارنے کے مقام سے الگ رکھا گیا ہے۔ مگر اس سے بھی آگے بڑھ کر بعض لوگوں نے تو یہ غضب کیا کہ خدا کے گھر میں، ٹھیک اس جگہ جہاں خدائے واحد کی بندگی کا اقرار کیا جاتا ہے، "یا شیخ فلاں شیأً للہ[3]" کے کتبے نصب کر ڈالے۔ گویا اللہ تعالیٰ کو خود اسکے گھر میں جا کر چیلنج دے دیا گیا۔

---

[1] اور فتح وکامرانی تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے (آل عمران)، [2] یہ خود ساختہ معبود ان مشرکوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

[3] اس فقرے کا لفظی ترجمہ یہ ہے "اے شیخ فلاں، کچھ خدا کے لیے"، یعنی خدا کے لیے کچھ عنایت فرمائیے۔ اس کے معنی و مفہوم پر غور کیجیے۔ اس میں دراصل توسّل کے مسئلے کو الٹ کر رکھ دیا گیا ہے۔ توسّل کے معنی تو یہ ہیں کہ اصل دینے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ہم اُسکے مقربوں میں سے کسی کو وسیلہ قرار دے کر اللہ سے مانگتے ہیں۔ مگر یہاں اسکے برعکس اللہ کو وسیلہ قرار دے کر شیخ صاحب سے مانگا جا رہا ہے، گویا اصل دینے والے شیخ صاحب ہیں اور اللہ اُن کا مقرب ہونے کی وجہ سے وسیلہ بنایا جا رہا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کے معنی کو سمجھ کر اس کلمہ پر ایمان لایا ہو وہ کس طرح اس بات کا تصور کر سکتا ہے کہ خداوند عالم کو کسی بندے کے پاس وسیلہ قرار دے کر دعا کی جائے۔ اور لطف یہ ہے کہ جو لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں انہوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰ پر ملاحظہ ہو)

منافقین کی ایک اور قسم منافقین کی مذکورۂ بالا اقسام تو وہ ہیں جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور قسم بھی اس زمانہ میں پائی جاتی ہے جس کا وجود عہد نزول قرآن میں نہیں تھا، اور نہ قدرتاً ہونا چاہیے تھا۔ یہ قسم اُن نسلی اور خاندانی مسلمانوں پر مشتمل ہے جن کے دماغ تو غیر اسلامی نظریات اور اصولوں پر پوری طرح ایمان لائے ہوئے ہیں اور اس کے بالمقابل وہ اسلامی اصول اور قرآنی تصورات سے یکسر بغاوت کر چکے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ اپنے کو "مسلمان" کہنے اور مسلمان کہلائے جانے پر مصر ہیں، اور ان کا یہ اصرار کسی غرض یا کسی ذاتی مصلحت پر مبنی نہیں ہے، جیسا کہ دوسرے منافقوں کا خاصہ ہے، بلکہ انھیں لفظ "اسلام" اور "مسلمان" کے ساتھ ایک گہرا پیدائشی تعلق ہے اور اس تعلق کے قیام و بقا میں وہ سخت متعصب واقع ہوئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح دنیا میں بے شمار قومیں ہیں اسی طرح انھوں نے "مسلمان" کے لفظ کو بھی ایک قوم کے نام کی حیثیت دے رکھی ہے، اور جس طرح ہر انسان کو اپنی قوم سے ایک خصوصی لگاؤ ہوتا ہے ـــ خواہ اس میں اور اس کے دوسرے ہم قوم افراد میں کتنا ہی زبردست اختلاف فکر و نظر کیوں نہ موجود ہو ـــ اور نفسیاتی اعتبار سے اس لگاؤ میں اتنی مضبوطی ہوتی ہے کہ بسا اوقات انسان کسی قیمت پر اس لگاؤ کو قربان نہیں کر سکتا، بالکل اسی طرح یہ مسلمان زادہ بھی اپنی قومیت کے نشان یعنی لفظ مسلمان کو اپنے سے جدا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، اور جب کوئی موقع قومی حمایت کا آتا ہے تو دوسرے منافقین کی روش کے برعکس یہ "مسلم قوم" کی حمایت میں سینہ سپر ہو جاتا ہے، اور اس جانفروشی کے مظاہرہ میں نہ تو اُس کی کسی بدنیتی کا دخل ہوتا ہے نہ خود غرضی یا جاہ طلبی کا، بلکہ یہ اثر ہوتا ہے محض اس تعصب

بقیہ حاشیہ ص ۴۹ - عین مسجد کی محراب میں اسے لکھ کر لگایا ہے۔ خدا کے مقابلہ میں اس سے بڑھ کر اور کیا جرأت ہو سکتی ہے؟ جو گھر مخصوص کیا گیا تھا ایک خدا کی بڑائی کا اعلان کرنے کے لیے اس گھر کو بھی ان نام نہاد مسلمانوں نے نہ چھوڑا اور وہاں بھی بندوں ہی کی بڑائی کا اعلان کیا۔ اسکے بعد بھی اگر یہ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃ [illegible] میں گرفتار نہ ہوتے تو معاذ اللہ خدا کی کتاب جھوٹی ثابت ہو جاتی۔

کا جو اسے اپنی قومیت کے ساتھ ہے۔ یہ چیز دنیوی لحاظ سے خواہ کتنی ہی قابل قدر ہو مگر اسکو کیا کیجیے کہ اسلام کی نگاہ میں اسکی کوئی قیمت نہیں۔ اسلام کوئی آبائی اور پیدائشی دین نہیں ہے بلکہ ایک خاص مسلک ہے جو غور و فکر کے بعد اطمینان قلب کے ساتھ قبول کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس مسلک کو سمجھ کر اس پر ایمان نہیں لایا ہے، اور اگر کوئی شخص اپنی زندگی کے بعض شعبوں میں یا تمام میں کسی دوسرے مسلک کے اصول و نظریات کی رہنمائی قبول کرتا ہے تو اس کا محض وہ پیدائشی تعصب، جو اسے لفظ "اسلام" کے ساتھ ہے، قرآن کی نگاہ میں کوئی وزن نہیں رکھتا۔

آپ اس "نیک نیت" اور "مخلص" منافق کو صرف اس بنا پر معاف نہیں کر سکتے اور نہ اسے منافق کہنے سے باز رہنے میں حق بجانب ہو سکتے ہیں کہ اس کی نیت بے لوث ہے اور وہ مسلم قوم کا بہرحال بہی خواہ ہے، کیونکہ جو شخص اُن اصول اور اساسات ہی کو نہیں مانتا، بلکہ عملاً اُن کی جڑیں کھودتا ہے، جن پر اسلام کا وجود منحصر ہے، اور جو شخص لفظ مسلمان کا اطلاق تو اپنے اوپر کرتا ہے مگر اسکے معنی اور اس کی روح سے قطعاً خالی ہے، اس کی ایک نہیں ہزار قربانیاں بھی اسلامی نقطۂ نظر سے بیکار محض ہیں۔ وہ نادانستہ طور پر اسلام کے گھر میں اسلام کا دشمن ہے۔ وہ مخلص ہونے ہوئے بھی منافق ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اور منافقوں کی طرح اس کا نفاق شعوری اور ارادی نہیں بلکہ غیر شعوری اور غیر ارادی ہے۔ آپ بہت رعایت کرنا چاہتے ہیں تو اُس کے دل کو مسلمان کہہ لیجیے لیکن اُس کے دماغ کو تو مسلمان کہنے کی کوئی گنجائش آپ کو نہیں مل سکتی۔ اور قرآن کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اس وقت تک کسی کو اسلامیت کا اعزاز نہیں بخشتا جب تک کہ اس کا دل اور اس کا دماغ دونوں قرآنی رنگ میں رنگے ہوئے نہ ہوں۔ یہ قرآن کا اصول ہے، غیر متبدل اور بے لاگ اصول، جس میں نہ کسی مداہنت کی گنجائش ہے نہ کسی رُو رعایت کی۔

اگر آپ گہری نظر سے مسلمانوں کا جائزہ لیں تو بے شمار دردمندان ملت ایسے نظر آئیں گے

جنکی کسی حرکت سے مسلم دشمنی اور خود غرضی کا شبہ تک نہ ہو سکے گا، بلکہ ان کی ساری زندگیاں قوم مسلم کی تعمیر و ترقی میں وقف نظر آئیں گی، لیکن جس وقت آپ عام معیار خدمت و ایثار کو چھوڑ کر قرآن کے معیار پر ان کے خیالات اور انکی زندگی کا جائزہ لینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد تک پر ایمان نہیں رکھتے۔ قرآن کے واضح اور صریح احکام کی نہ صرف خلاف ورزی کرتے ہیں بلکہ نظری حیثیت سے بھی ان احکام کو غلط سمجھتے ہیں اور مغرب کے اخلاقی، تمدنی اور قانونی نظریات پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ پھر انکی وہ خدمات جن کا ذکر کر کے ہم سے کہا جاتا ہے کہ انکی قدر کرو، انہیں جب ہم زیادہ گہری نظر سے جانچ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہ لوگ جن تعلیمی یا سیاسی یا تنظیمی ادارات کو چلا رہے ہیں وہ غیر اسلامی تصورات اور غیر اسلامی اصولوں پر قائم ہیں، اور مسلمانوں کو قرآن کے نصب العین اور قرآن کے قانون حیات سے دور لیے چلے جا رہے ہیں۔ لہٰذا دنیوی اعتبار سے مسلمان ان کو خواہ اپنے لیے کتنا ہی مفید سمجھیں، قرآنی نقطۂ نظر سے یہ ہرگز کسی قدر کے مستحق نہیں ہیں۔

منافقین کی اقسام بڑی اور اصولی تقسیم کے اعتبار سے یہی ہیں۔ اگر تمام منافقوں کو ایک قوم یا ایک نسل تصور کر لیا جائے تو ان بارہ اقسام مذکورہ کو اس قوم کے بڑے بڑے قبیلے سمجھنا چاہئے، جن میں سے ہر قبیلے کے تحت بے شمار خاندان ہیں۔ لہٰذا اصلیت کے لحاظ سے منافقوں کی اقسام کو صرف اسی بارہ کی تعداد میں محدود نہ سمجھنا چاہیئے، بلکہ ان کی صحیح تعداد تو سانپوں کی طرح ان گنت ہے۔ اور خود نفاق کی فطرت اور اس کی حقیقت ہی اس دعوی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ لیکن اس وقت ہمیں ضرورت نہیں کہ مزید تجزیہ کر کے ہر چھوٹے سے چھوٹے گروہ کا ذکر تفصیل کی روشنی میں لائیں۔ کیونکہ آپ جس نوع منافقین کو بھی لیں گے وہ انھیں بارہ جنسوں میں سے کسی نہ کسی جنس کے تحت ہوگی، اور قرآنی قانون کی رو سے اس کا حکم وہی ہوگا جو اس کی جنس کا ہوگا۔ رہ گیا یہ سوال کہ ان تمام اقسام منافقین کے بارے میں قرآن کا حکم کیا ہے، اور ان کے ساتھ مسلمانوں کو کس طرح پیش آنے کی ہدایت کی گئی ہے، تو اس

بحث پر کلام کرنے سے پہلے ہم ان تمام صفات اور اعمال اور علامات کو اکٹھا کر دینا چاہتے ہیں جو منافقین کے ساتھ مخصوص ہیں، تاکہ ایک ایسا جامع مرقع نفاق تیار ہو جائے جس میں ہر منافق کی صورت بآسانی دیکھی جا سکے۔

علامات نفاق سطور بالا میں منافقین کے حالات اور ان کی صفات پر جو تفصیلی گفتگو کی جا چکی ہے اس کے بعد صفات اور علامات نفاق کو یکجا بیان کرتے وقت کسی تفصیل کی حاجت نہیں۔ یہاں ہم صرف مختصراً نفاق کی علامات کو نمبروار درج کر دینے ہی پر اکتفا کرینگے تاکہ ناظرین مجموعی طور پر ان سب کو بیک نظر دیکھ لیں۔ قرآن کی رو سے نفاق کی علامتیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) ظاہر اور باطن کا مختلف ہونا، یَقُولُونَ بِاَلْسِنَتِهِم مَّا لَیْسَ فِی قُلُوبِهِم۔ (فتح - ۲)

(۲) خود غرض اور موقع پرست ہونا، اَلَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُونَ بِکُمْ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ فَتْحٌ الخ (نساء - ۲۰)

(۳) خطرات کے وقت اصول کی پابندی کو اور راہِ حق میں اظہار عزیمت کو نا عاقبت اندیشی اور بے وقوفی سمجھنا۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ الخ (بقرہ - ۱)

(۴) اسلام اور امت اسلامیہ کے مصائب پر مسرور ہونا اور اس کی ترقی اور خوشحالی کو دیکھ کر جل اٹھنا۔ اِنْ تَمْسَسْکُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْکُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَا (آل عمران - ۱۲)

(۵) مصالح اسلامی کے خلاف سازشیں کرنا۔ وَیَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ الخ (النساء - ۱۱)

(۶) اسلامی سیاسیات سے متعلق اہم امور کو، جنھیں اہل حل و عقد کے پاس صیغۂ راز میں رکھنا

چاہیے، عوام میں مشہور کر دینا۔ وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ
(النساء - ۱۱)

(۷) ارشادات نبوی اور فرامین الٰہی کے خلاف سرگوشیاں کرنا۔ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ
(مجادلہ - ۲)

(۸) اہل حق اور اہل باطل دونوں سے فریب کارانہ راہ و رسم رکھنا تاکہ ہر ایک کی مخالفت سے امن حاصل رہے۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ وَیَاْمَنُوْا قَوْمَھُمْ (النساء - ۱۲)

(۹) قوانین اسلام کو اور خصوصاً جہاد کو خلاف امن اور خلاف مصلحت بلکہ وجہ فساد اور ناقابل عمل سمجھنا، اور اس کے مقابلہ میں اپنے نفس کے وضع کردہ خود غرضانہ طرز عمل کو بنائے صلح و آشتی سمجھنا۔
...... قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔ (بقرہ - ۲)

(۱۰) مفسدہ پرداز ہونا۔ کُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَی الْفِتْنَۃِ اُرْکِسُوْا فِیْھَا۔ (النساء - ۱۲)

(۱۱) اسلام کو آج قبول کرنا اور کل اس سے برگشتہ ہو جانا، محض اس لیے تاکہ عوام کو اسلام سے نفرت پیدا ہو۔ وَقَالَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ ..... الخ
(آل عمران - ۸)

(۱۲) کفار اور دشمنان اسلام سے موالات رکھنا۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (نساء - ۲۰)

(۱۳) اسلام کی محارب اور بدخواہ قوتوں کو مسلمانوں کے مقابل امداد دینا یا امداد کا وعدہ کرنا لَئِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّکُمْ۔ (حشر - ۲)

(۱۴) کفار کے ہاں عزت کا طالب ہونا۔ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ (النساء - ۲۰)

(۱۵) اسلامی عدالت کے بجائے ایسی عدالتوں سے اپنے معاملات کا فیصلہ کرانا جو غیر اسلامی قانون پر عمل کرتی ہوں۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْا اِلَی الطَّاغُوْتِ۔ (نساء - ۹)

(۱۶) شریعت کے قانون پر محض اس وقت عمل کرنا جب کہ اپنا فائدہ ہوتا ہو۔ اور جہاں یہ اندیشہ ہو کہ شریعت کا فیصلہ انکی خواہشات کے خلاف ہوگا وہاں اس سے دور بھاگنا اور صاف لفظوں میں اسے ٹھکرا دینا۔ وَاِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَاِنْ یَّکُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْا اِلَیْہِ مُذْعِنِیْنَ (النور - ۶)

(۱۷) حق کے واضح ہو جانے اور اسے حق جان لینے کے باوجود غرور اور خود پرستی کی وجہ سے اور جھوٹی عزت کے خیال سے اپنی غلط روش پر جمے رہنا۔ وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ (البقرہ - ۲۵)

(۱۸) اخلاق اور تقویٰ کے بجائے نسلی اور قومی امتیازات کو وجہ عزت و ذلت سمجھنا اور انھیں امتیازات کا سوال اٹھا کر امت میں نسلی گروہ بندی پیدا کرنا۔ یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ ۔ (منافقون - ۲)

(۱۹) تقویٰ اور مغفرت کو ہیچ اور اپنے کو ان چیزوں سے بلند و برتر اور بے نیاز سمجھنا۔ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ (منافقون - ۱)

(۲۰) اپنی عقل و فہم کو معیار حق سمجھنا اور قرآن کے بیان کردہ حقائق کا مذاق اڑانا یا ان پر نکتہ چینی کرنا۔ وَلِیَقُوْلَ ... مَاذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا۔ (منافقون - ۱)

(۲۱) نماز اور اذان کا بلکہ تمام شعائر اسلامی کا مذاق اڑانا۔ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا

هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ (مائدہ - ۸)

(۲۲) اللہ تعالیٰ کو، اُس کے رسول کو، اور اس کی آیات کو، دل لگی کا سامان بنانا۔ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۔ (توبہ - ۸)

(۲۳) مال دار مسلمانوں کے مخلصانہ انفاق فی سبیل اللہ پر ریاکاری کا الزام لگانا اور غریب مسلمانوں کے تھوڑے صدقات کی ہنسی اڑانا۔ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ..... فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ۔ (توبہ - ۱۰)

(۲۴) خدا سے یہ دعا کرنا کہ اگر مجھے تو نے مال دیا تو تیری راہ میں خرچ کرونگا لیکن مالدار ہونے کے بعد اس عہد کو فراموش کر دینا اور راہ خدا میں خرچ کرنے سے بخل کرنا۔ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ۔ (توبہ - ۱۰)

(۲۵) اگر راہ خدا میں کبھی کچھ خرچ کیا بھی تو قلبی کراہیت اور تنگ دلی کے ساتھ۔ وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ۔ (توبہ - ۷)

(۲۶) راہ خدا میں صرف کرنے کو مفت کا تاوان اور لاحاصل خرچ سمجھنا۔ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا۔ (توبہ - ۱۲)

(۲۷) دوسرے مسلمانوں کو مساکین امت پر حسبۃً للہ خرچ کرنے سے روکنا تاکہ مسلمانوں کی اجتماعی ساکھ برباد ہو جائے۔ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا۔ (منافقون - ۱)

(۲۸) حرام خوری میں بے باک ہونا۔ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ..... وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ۔ (مائدہ - ۹)

(۲۹) لوگوں کو اچھے کاموں سے روکنا اور برائی کی تلقین کرنا۔ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ - (توبہ - ۹)

(۳۰) جماعت میں فحش اور بداخلاقی کی ترویج کرنا - اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - (نور - ۲)

(۳۱) شیرازۂ ملت کو مذہبی فرقہ بندیوں کے ذریعہ درہم برہم کرنا - وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا الخ (توبہ - ۱۳)

(۳۲) اپنے آپ کو ظلم اور گناہ کے لیے وقف کر دینا - وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ - (مائدہ - ۹)

(۳۳) جھوٹ کا عادی ہونا اور لوگوں کو فریب دے کر اپنی مطلب برآری کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا - وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً (منافقون - ۸)

(۳۴) کسی کے ساتھ بھی سچی وفاداری نہ کرنا اور پاس عہد سے سروکار ہی نہ رکھنا - اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ ... وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (حشر - ۲)

(۳۵) بغیر کسی کارنامہ کے سرانجام دیئے ہوئے محض جھوٹی شہرت کا حریص ہونا - وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا - (آل عمران - ۱۹)

(۳۶) بے حسی قلب کے باعث سچائی اور نیکی کی حقیقتوں کے ادراک سے عاجز ہونا - وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ (منافقون - ۱) فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (النساء - ۱۱)

(۳۷) بزدل ہونا - وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ (توبہ - ۷)

(۳۸) اعدائے اسلام سے درپردہ خوشامدانہ ربط ضبط رکھنا، صرف اس خوف سے کہ کہیں وہ کوئی گزند نہ پہنچا دیں - فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ - (مائدہ - ۸)

(۳۹) بزدلی کی وجہ سے ہر مصیبت کو خواہ اس کا رخ کسی کی طرف ہو اپنے ہی لیے سمجھنا - وَيَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ - (منافقون - ۱)

(۴۰) اپنے مسلم ہونے پر توفیق الٰہی کا شکر گذار ہونے کے بجائے الٹا اللہ اور اس کے رسول اور عام امت مسلمہ پر احسان رکھنا - وَيَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا (حجرات - ۲)

(۴۱) نماز کی ادائیگی اور پابندی کو گراں محسوس کرنا - محض لوگوں کو دکھلانے کی خاطر نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آنا مگر اس طرح الکساتے ہوئے آنا جس سے صاف ظاہر ہو کہ بادلِ ناخواستہ آئے ہیں - وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ[۱]

(نساء - ۲۱) (باقی)

[۱] یہ آیت ایک بڑی حقیقت کی پردہ کشائی کر رہی ہے - اس میں منافقین کی علامت یہ نہیں بتائی گئی کہ وہ نماز کے لیے مسجدوں میں نہیں آتے بلکہ یہ بتائی گئی ہے کہ وہ الکساتے ہوئے آتے ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز، مومن اور کافر کے درمیان حد فاصل تھی - جو شخص موذن کی پکار پر مسجد میں نہ پہنچتا اسکے متعلق سمجھ لیا جاتا تھا کہ اسلام اسے قبول نہیں ہے، اور اس بنا پر وہ جماعت سے خارج کر دیا جاتا تھا - لہٰذا اس زمانہ میں ہر اس شخص کو نماز کے وقت مسجد میں حاضر ہونا پڑتا تھا جو مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہنا چاہتا ہو، عام اس سے کہ وہ مومن ہو یا منافق - منافقین اگرچہ دل سے نماز کو فرض نہیں سمجھتے تھے اور نہ اسے ادا کرنا چاہتے تھے، مگر چونکہ انہیں اپنی منافقانہ اغراض کے لیے اس امر کی ضرورت تھی کہ اسلامی جماعت میں گھسے رہیں، اسلیے وہ نماز کے اوقات میں مجبوراً مسجد جاتے تھے - اس وقت مومن اور منافق کے درمیان تمیز صرف اس طرح ہوتی تھی کہ مومن ایسے ذوق شوق کے ساتھ آتے تھے جیسے کہ وہ احساس فرض سے خود بخود کھنچے چلے آرہے ہیں - اور منافقین اس طرح بادل ناخواستہ آتے تھے کہ جیسے زبردستی اپنے آپ کو کھینچے لا رہے ہیں - اب صورت معاملہ بالکل بدل گئی ہے - آج کسی منافق کو مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہنے کے لیے نمائشی نماز کی بھی حاجت نہیں رہی، کیونکہ اس کے بغیر بھی وہ مسلمان سمجھا جا رہا ہے - لہٰذا آج نماز مومن اور